فَسْئَلُوْٓا اَہْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ القرآن

شرعی کونسل آف انڈیا
(بریلی شریف)

گیارہواں فقہی سیمینار
۱۴۳۵ھ/۲۰۱۴ء

موضوع: ۳ مساجد میں قائم مکتبوں اور سماجی خدمات کے نام سے زکوٰۃ کی تحصیل و استعمال کا شرعی حکم

پیشکش
تاج الشریعہ فاؤنڈیشن
www.muftiakhtarrazakhan.com
0092 303 2886671 /makhtarraza1011

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشینِ مفتیٔ اعظم ہند، جگر گوشہ مفسرِ اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور
حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan. WWW.MUFTIAKHTARRAZAKHAN.COM

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

شرعی کونسل آف انڈیا

بریلی شریف

کے

سالانہ فقہی سیمنارز

میں ہونے والے

فیصلہ جات

دیے گئے لنک پر ملاحظہ کیجئے

https://muftiakhtarrazakhan.com/shareecouncil/

۹۲/۷۸۶

سوال نامہ

مساجد میں قائم مکتبوں اور سماجی خدمات کے نام سے زکوٰۃ کی تحصیل اور اس کے استعمال کا شرعی حکم

آج ملک کے اطراف وجوانب میں کچھ لوگوں نے سماجی خدمات کے نام سے فلاحی تنظیمیں بنا رکھی ہیں، عوام وخواص فاسق وغیر فاسق ہر قسم کے افراد ان تنظیموں کے ارکان وممبران ہیں، یہ تنظیمیں اہل مال سے زکوٰۃ وفطرہ ودیگر صدقات وخیرات وصول کرتی ہیں اور مندرجہ ذیل سماجی کاموں میں خرچ کرتی ہیں۔

(۱) وصول کردہ رقوم زکوٰۃ ودیگر صدقات سے اسپتالوں کی تعمیر کراتی ہیں اور جگہ جگہ مطب لگا کر مفت یا معمولی فیس کے ساتھ مریضوں کا علاج ومعالجہ اور حسب ضرورت ایکسرے، سونو گرافی ودیگر جانچیں کراتی ہیں، اس سے محتاج وغنی، مسلم وغیر مسلم ہر طرح کے لوگ فائدہ حاصل کرتے ہیں، کسی کو اس سے روکا نہیں جاتا اور نہ ہی تنظیموں کی جانب سے اس پر کوئی پابندی لگائی جاتی ہے۔

(۲) دینی ودنیاوی تعلیم گاہیں بناتی ہیں جن میں سنی وغیر سنی، مسلم وغیر مسلم ہر مذہب کے ماننے والوں کے بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں اور کسی کو اس سے روکا نہیں جاتا۔

(۳) سیلاب وزلزلے، مذہبی تشدد وفساد ودیگر آفات سے متاثر لوگوں کے لئے کھانے پینے، رہنے سہنے، لباس وبستر ودیگر گھر گرہستی کے سامان مہیا کرتی ہیں اور بلا تفریق مذہب وملت ہر قسم کے لوگوں کے درمیان تقسیم کرتی ہیں۔

(۴) غریب ونادار مسلم بچیوں کی اجتماعی شادیوں کا انتظام کرتی ہیں جن میں مدعو حضرات کے لئے مناسب کھانے پینے کا انتظام کیا جاتا ہے، دعوت کے اس کھانے میں کچھ وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جنھوں نے اپنی زکوٰۃ ودیگر صدقات سے اس کام میں حصہ لیا ہے۔

(۵) مال زکوٰۃ وخیرات میں سے محتاجوں کو قرض دیتی ہے تاکہ وہ اس سے تجارت وکاروبار کریں اور پھر قسط وار یا یکمشت واپس کردیں۔ ان میں بعض تنظیمیں بہت منظم ہیں، متعدد جگہوں میں ان کے دفاتر ہیں، نوکر وملازمین بھی ہیں اور کہیں جانے آنے کے لئے گاڑیوں کا انتظام بھی ہے، ان تنظیموں کے اکثر ذمہ داروں کو نہ زکوٰۃ وخیرات کے اختلاط کی کوئی پرواہ ہوتی ہے اور نہ ان کے مصارف کے درمیان امتیاز کا کوئی خیال، بلکہ ان میں زیادہ تر صدقات وخیرات کے ضروری مسائل سے بھی بے خبر ہوتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ ان تنظیموں سے بہت سے غریبوں کو راحت ملتی ہے، ان کے گھر آباد ہو جاتے ہیں اور ان کے بچے پڑھ لکھ جاتے ہیں اور مریضوں کا مفت یا کم خرچ میں علاج ہو جاتا ہے اور محتاجوں کو بروقت مدد ملجاتی ہے۔

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو غریبوں اور محتاجوں کے ساتھ ہمدردی اور ان کی مدد کرنے کا حکم دیا ہے اور قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں جابجا اہل ایمان کو اس کی ترغیب دی گئی ہے لیکن اسکے کچھ اصول وضوابط بھی ہیں جن کی پابندی ہی میں قوم وملت کی فلاح وبہبود داور دنیا وآخرت کی کامیابی کی ضمانت ہے، یقینا یہ کام بہت اچھے اور لائق صد تعریف ہیں جب کہ یہ اسلامی اصول ضوابط کی روشنی میں ہوں حقوق کی پامالی نہو، غصب وخیانت سے محفوظ اور بے اعتدالیوں سے پاک وصاف ہو۔

ہمارے فقہاء متاخرین نے آج سے کئی صدی پیشتر اپنے زمانے کے بگڑتے ہوئے حالات اور حکام وسلاطین کی بے اعتدالیوں کو دیکھ کر فساد بیت المال کا قول فرمایا اور اصل مذہب سے عدول کر کے عصبہ کی غیر موجودگی میں بچے ہوئے مالِ ترکہ کو زوجین پر رد کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

تنویر الابصار ودر مختار میں ہے۔ فان فضل عنها أی عن الفروض والحال أنه لاعصبة ثمة يرد الفاضل عليهم بقدر حقوقهم اجماعا لفساد بيت المال الاعلى الزوجين فلا يرد عليهما ،وقال عثمان رضى الله عنه: يرد عليهما ايضا قاله المصنف وغيره.قلت وجزم فى الاختيار بأن هذا وهم من الراوى ،فراجعه قلت وفى الاشباه انه يرد عليهما فى زماننا لفساد بيت المال۔

اور اسی کے تحت رد المحتار میں ہے۔قال فى القنية :ويفتى بالرد على الزوجين فى زماننا لفساد بيت المال ،وفى الزيلعى عن النهاية مافضل عن فرض احد الزوجين يرد عليه،وكذا البنت والابن من الرضاع يصرف اليهما ،وقال فى المستصفى:والفتوى اليوم بالرد على الزوجين وقول المتاخرين من علمائنا ،وقال الحدادى :الفتوى اليوم بالرد على الزوجين،وقال المحقق احمد بن يحي بن سعد التفتازانى:افتى كثير من المشائخ بالرد عليهما اذالم يكن من الاقارب سواهما لفساد الامام وظلم الحكام فى هذه الايام ،بل يفتى بتوريث بنات المعتق وذوى ارحامه...وفى المستصفى:والفتوى اليوم على الرد على الزوجين عند عدم المستحق لعدم بيت المال اذالظلمة لايصرفونه الى مصرفه...وحيث ذكر الشراح الافتاء فى مسألتنا فليعمل به ،ولاسيما فى مثل زماننا فانه انما يأخذه من يسمى وكيل بيت المال ،ويصرفه على نفسه وخدمه ولايصل منه الى بيت المال شيء ۔(ج۱۰ص۵۳۹،۵۴۰مکتبہ زکریا)

حکام وسلاطین کی بے اعتدالیوں اور بے راہ ریوں ہی کی وجہ سے امام حلوانی نے فرمایا کہ جب کسی کے پاس کسی کی امانت ہو اور صاحب امانت بلاوارث مر جائے تو وہ مال امانت کو بیت المال میں جمع نہ کرے بلکہ اپنے پاس رکھے رہے اگر اس کا کوئی وارث واہل مل جائے تو اسے دیدے ورنہ اس کے مصرف میں صرف کر دے۔

رد المحتار میں ہے:قال فى البزازية:قال الامام الحلوانى:اذاكان عنده وديعة فمات المودع بلاوارث له ان يصرف الوديعة الى نفسه فى زمننا هذا،لانه لواعطاها لبيت المال لضاع لانهم لايصرفون مصارفه.فاذا كان من اهله صرفه الى نفسه والاصرفه الى المصرف۔(ج۱۰ص۴۵۶مکتبہ زکریا)

آج کے حالات تو پہلے سے بہت بدتر ہو چکے ہیں، حرص مال، طمع دنیا، خیانت وفریب کاری اور ہوائے نفس وتن پرستی عام ہوتی جارہی ہے اور دلوں سے خوف خدا اور خوف آخرت اٹھتا جارہا ہے، ایسے پر فتن حالات میں ان تنظیموں کے ذمہ داروں پر اعتماد کرنا اور انہیں اس کام کی اجازت دینا کہاں تک صحیح ہے، اسکا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

مصارف زکوۃ ودیگر صدقات واجبہ کے مصارف قرآن کریم میں بیان کر دیئے گئے ہیں، ارشاد ربانی ہے:انما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملين عليها والمؤلفة قلوبهم والغارمين وفى سبيل الله وابن السبيل فريضة من الله والله عليم حكيم۔

سماجی خدمات کے نام پر قائم یہ تنظیمیں زکوۃ کا مال جن چیزوں پر خرچ کرتی ہیں ان میں کچھ زکوۃ کے مصارف ہی نہیں مثلاً اسپتالوں اور یتیم خانوں اور دینی دنیاوی مخلوط تعلیم گاہوں کی تعمیر، اور کچھ مصارف زکوۃ ہیں تو ان میں تملیک فقیر نہیں پائی جاتی بلکہ حصولِ منفعت کی صرف اجازت

ہوتی ہے، جبکہ ادائیگی زکوۃ کے لئے تملیک فقیر ضروری ہے بلکہ زکوۃ، مال کے ایک متعین حصہ کا مسلم فقیر کو مالک بنا دینے ہی کا نام ہے، مباح کر دینے اور منفعت کا مالک بنا دینے سے زکوۃ ادا نہ ہو گی۔

تنویر الابصار میں ہے۔ هي تمليك جزء مال عينه الشارع من مسلم فقير غير هاشمي ولا مولاه مع قطع المنفعة عن الملك من كل وجه لله تعالى۔ (ج۳ص۱۷۱مکتبہ زکریا)

در مختار میں ہے: خرج الاباحة فلو اطعم يتيما ناويا الزكاة لايجزيه۔ اسی میں ہے: خرج المنفعة فلو اسكن فقيرا داره سنة ناويا لايجزيه۔ (ج۳ص۱۷۱، ۱۷۲)

فتاوی عالمگیری میں ہے: ولايجوز ان يبنى بالزكاة المسجد و كذا القناطر والسقايات واصلاح الطرقات و كرى الانهار والحج والجهاد وكل مالا تمليك فيه۔ (ج۱ص۱۸۸، مکتبہ زکریا)

ہمارے فقہاء کرام ذوی الاحترام نے مساجد و مدارس کی تعمیر، تکفینِ میت و دیگر امور خیر میں مالِ زکوۃ خرچ کرنے کے لئے حیلۂ شرعی کی اجازت دی ہے۔ فتاویٰ رضویہ جلد ۴، ص ۴۷۳ میں عالم گیری کے حوالے سے ہے۔

فى جميع ابواب الخير كعمارة المساجد وبناء القناطير الحيلة ان يتصدق بمقدار زكوته على فقير ثم يأمره بالصرف الى هٰذه الوجوه فيكون للمتصدق ثواب الصدقة وللفقير ثواب بناء المسجد والقنطرة۔

حیلۂ شرعی اس وقت کیا جاتا ہے جبکہ غیر مصرف میں مالِ زکوۃ لگانے کی ضرورت شرعیہ یا حاجت شرعیہ پائی جائے اور وہ فی نفسہ ثواب کا کام ہو۔

فتاوی رضویہ میں ہے۔ یہ حیلہ بضرورت صرف ایسی جگہ ہو مثلاً کسی سید صاحب کو حاجت ہے مالِ زکوۃ انہیں دے نہیں سکتے اور اپنے پاس زرِ زکوۃ سے زیادہ دینے کی وسعت نہیں تو اس طرح زکوۃ ادا کر کے برضامندی مول لیکر سید صاحب کے نذر کر دیا جائے یا مسجد کی تعمیر یا میت کے کفن میں لگا دیا جائے۔ (ج۴، ص۴۷۳)

فتاوی رضویہ ہی میں ہے: مدرسہ دنیوی میں نہ دیں کہ وہ قربت نہیں۔ (جلد۸، ص۴۸۷)

فتاوی امجدیہ جلد اول ۳۷۲ کے حاشیہ میں حضرت شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: یہاں یہ نکتہ ضرور قابل لحاظ ہے کہ زکوۃ کا اصل مصرف فقراء ہیں مگر آجکل مالداروں کی راہ خدا میں صرف کرنے کی رغبت بہت کم ہو گئی ہے دین کی بقا کے لئے دینی مدارس کا وجود ضروری ہے اگر اسکا مدار صرف عطیات خیرات پر رکھا جائے تو مدارس کا خدا حافظ، اسلئے بضرورت حیلۂ شرعیہ کرنے کے بعد زکوۃ صدقۂ فطر کی رقوم مدارس میں صرف کرنے کی اجازت دی گئی ہے، اور یہ اپنی جگہ ثابت جو حکم بضرورت ہوتا ہے وہ قدر ضرورت سے متجاوز نہیں ہوتا ہے۔

لہٰذا زکوۃ و دیگر صدقات واجبہ کی رقم حیلہ کے بعد بھی دنیوی اسکول کالج وغیرہ میں صرف کرنے کی اجازت نہیں ہو گی، دینی مدارس اور مصرف زکوۃ میں قدرِ مشترک مصرفِ خیر ہے، فقیر کو دینا بھی کارِ خیر اور دینی مدارس میں صرف بھی کارِ خیر، اور اسکول کالج میں صرف کرنا کارِ خیر میں صرف نہیں، زیادہ سے زیادہ امر مباح میں صرف ہو گا، آجکل دنیا دار ناخدا ترس زکوۃ وغیرہ کی رقم وصول کر کے دنیوی تعلیم میں بے

دھڑک صرف کرتے ہیں اسے اپنے بچوں کی دنیوی تعلیم میں صرف کا مطلب یہ ہوا کہ اپنی زکوۃ اپنے بچوں پر صرف کر رہے ہیں بلکہ بعض بے باک اس سے غیر مسلموں بلکہ بدقماش عورتوں کو تنخواہ دیتے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالی

نزہۃ القاری جلد چہارم ص ۱۹۱ میں ہے۔ "کچھ دنوں سے عوام میں یہ رجحان ہو چلا ہے کہ دنیوی مدارس اور سوسائٹیاں چلانے کے لئے زکوۃ اور فطرے کی رقم وصول کرنے لگے ہیں اس کی اجازت کسی طرح شریعت نہیں دے سکتی۔

فلاحی تنظیمیں جن چیزوں پر مالِ زکوۃ ودیگر صدقات واجبہ خرچ کرتی ہیں کیا ان پر مالِ زکوۃ وغیرہ خرچ کرنے کے لئے ضرورت وحاجت شرعیہ کا تحقق ہو چکا ہے اور کیا یہ سارے امور کارِ خیر میں شمار ہوں گے جبکہ غیر مصرف میں مال زکوۃ خرچ کرنے کے لئے ضرورت یا حاجت شرعیہ کا تحقق اور اس کا کارِ خیر ہونا دونوں ضروری ہے۔

علاوہ ازیں ان فلاحی تنظیموں کے امدادی کاموں سے مسلم وغیر مسلم غنی ومحتاج ہر قسم کے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں، جبکہ صدقات خواہ واجبہ ہوں یا نافلہ، حربی کے لئے مطلقا جائز نہیں، اور غنی کے لئے بھی زکوۃ لینا جائز نہیں۔

البحر الرائق میں ہے: وصح دفع غیر الزکوۃ الی الذمی واجبا کان او تطوعا کصدقۃ الفطر والکفارات والمنذور لقولہ تعالی (لاینھا کم اللہ عن الذین لم یقاتلو کم فی الدین) الایۃ ،وخصت الزکوۃ بحدیث معاذ وفیہ خلاف ابی یوسف ،ولایرد علیہ العشر لان مصرفہ مصرف الزکوۃ کما قدمناہ فلایدفع الی ذمی والصرف فی الکل الی فقراء المسلیمن احب،و قید بالذمی لان جمیع الصدقات فرضا کانت او واجبۃ اوتطوعا لاتجوز للحربی اتفاقا کما فی غایۃ البیان لقولہ تعالی (انما ینھا کم اللہ عن الذین قاتلو کم فی الدین)۔(ج ۲ ص ۴۲۳، ۴۲۴ مکتبہ زکریا)

بدائع الصنائع میں ہے: ومنھا ان یکون مسلما فلایجوز صرف الزکوۃ الی الکافر بلاخلاف۔۔۔واما ماسوی الزکوۃ من صدقۃ الفطر والکفارات والنذور فلا شك ان فی صرفھا الی فقراء المسلمین افضل لان الصرف الیھم یقع اعانۃ لھم علی الطاعۃ،وھل یجوز صرفھا الی اھل الذمۃ قال ابو حنیفۃ ومحمد یجوز۔۔۔انما لایجوز صرفھا الی الحربی لان فی ذلك اعانۃ لھم علی قتالنا وھذا لایجوز ۔(ج ۲ ص ۱۶۱) مکتبہ زکریا)

اور اسی میں ہے۔منھا؛ان یکون فقیرا فلایجوز صرف الزکوۃ الی الغنی الا ان یکون عاملا علیھا (ایضا ص ۱۴۹)

در مختار میں ہے۔اما الحربی ولو مستامنا فجمیع الصدقات لاتجوز لہ اتفاقا بحر عن الغایۃ وغیرھا،لکن جزم الزیلعی یجوز التطوع لہ ۔(ج ۳ ص ۳۰۱ مکتبہ زکریا)

ردالمحتار میں اسی عبارت کے تحت ہے۔أی للمستأمن کما تفیدہ عبارۃ النھر۔

اور اسی میں ہے: وفی المحیط :فی الحربی روایتان،والفرق علی احداھما أنہ لم توجد صفۃ القربۃ اصلا والحق المنع،ففی غایۃ البیان عن التحفۃ اجمعوا أنہ اذا ظھر أنہ حربی ولو مستأمنا لایجوز،و کذا فی المعراج معللا بأن صلتہ لاتکون براشرعا،ولذا لم یجز التطوع الیہ فلم یقع قربۃ اھ۔(ایضا مصدر سابق)

مالِ زکوۃ سے محتاج یا غیر محتاج کسی کو بھی قرض دینے سے زکوۃ ادا نہ ہوگی اور قرض وصول کرنے کے بعد مصارفِ زکوۃ کو مالک بنائیں تو یقینا ادائیگیٔ زکوۃ میں تاخیر ہوگی حالانکہ سال تمام ہونے پر فورا اس کی ادئیگی واجب ہے۔

فتاوی عالم گیری میں ہے۔ وتجب علی الفور عند تمام الحول حتی یأثم بتاخیرہ من غیر عذر،وفی روایة الرازی علی التراخی حتی یأثم عند الموت،والاول اصح کذا فی التھذیب۔ (جلد اول ص ۱۷۰ کتاب الزکوۃ، مکتبہ زکریا)

اسی طرح مساجد میں قائم وہ مکاتب کہ جن میں اہلِ محلہ کے بچے قاعدے سی پارے پڑھتے ہیں ان کے لئے زکوۃ کی تحصیل کی جاتی ہے اور ان پر خرچ کرنے کے لئے حیلۂ شرعی کیا جاتا ہے،، حالانکہ یہ مکاتب اہل محلہ کے عطیات وخیرات سے چل سکتے ہیں، ایسے مکتبوں کے لئے زکوۃ وصول کرنا اور اسکے لئے حیلہ کرکے خرچ کرنا کیا غیر مصرف میں خرچ کرنے اور اصحابِ زکوۃ کی زکوۃ ہلاک کردینے کے مترادف نہیں۔

ردالمحتار میں ہے۔یکرہ ان یحتال فی صرف الزکوۃ الی والدیہ المعسرین بان تصدق علی فقیر ثم صرفھا الفقیر الیھما کمافی القنیة قال فی شرح الوھبانیة وھی شھیرة مذکورة فی غالب الکتب۔ (جلد ۳ ص ۲۹۴ مکتبہ زکریا)

اس تفصیل کے بعد اصحاب فقہ وافتاء کی بارگاہ میں چند سوالات حاضر ہیں امید کہ ان کا اطمینان بخش جواب عنایت فرماکر بروقت امت مسلمہ کی رہنمائی فرمائیں گے اور عند اللہ ماجور ومثاب ہونگے۔

(۱) اسپتالوں، دینی ودنیاوی مخلوط تعلیم گاہوں اور غریب لڑکیوں کی شادی بیاہ کے لئے فلاحی تنظیموں کا مالِ زکوۃ ودیگر صدقات وصول کرنا اور ان پر خرچ کرنا کیا جائز ہے؟ اور کیا اس سے زکوۃ ادا ہو جائیگی؟

(۲) مساجد میں قائم وہ مکاتب کہ جن میں اہل محلہ کے بچے قاعدے وسی پارے پڑھتے ہیں ان کے لئے زکوۃ وصول کرنا اور اوران پر خرچ کرنے کے لئے حیلۂ شرعی کرنا کیسا ہے؟ ایسا کرنے والوں کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۳) حیلۂ شرعی ضرورت وحاجت شرعیہ کے وقت کیا جاتا ہے تو کیا مذکورہ چیزوں پر مالِ زکوۃ صرف کرنے کے لئے ضرورت یاحاجت شرعیہ کا تحقق ہو چکا ہے؟

(۴) کیا حربی کو صدقۂ نافلہ دیا جاسکتا ہے؟

(۵) آج ملک میں کثرت سے مدارس، مکاتب، لائبریری، دارالاشاعت اور دارالافتاء وغیرہ پائے جاتے ہیں کیا ہر طرح کے دینی اداروں کے لئے زکوۃ وفطر وصول کرنے اور ان پر خرچ کرنے کے لئے حیلۂ شرعی کی اجازت ہوگی؟ یا ان میں کچھ تفصیل ہے؟ واضح فرمائیں۔

(۶) ایک خاص ادارے کے نام سے وصول کی گئی زکوۃ کسی دوسرے ادارے یا کسی نیک کام میں صرف کرنا کیسا ہے؟ کیا اس سے زکوۃ دینے والو ں کی زکوۃ ادا ہو جائیگی؟ ایسا کرنے والوں پر شریعت کا کیا حکم عائد ہوتا ہے؟

(۷) مالِ زکوۃ سے محتاجوں کو تجارت کے لئے قرض دینا اور کاروبار چلنے پر ان سے واپس لے لینا کیا جائز ہے؟

مفتی محمد رفیق عالم رضوی
استاذ جامعہ نوریہ رضویہ
رکن شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف

٩٢/٧٨٦

فیصلہ

مساجد میں قائم مکتبوں اور سماجی خدمات کے نام سے
زکوٰۃ کی تحصیل اور اس کے استعمال کا شرعی حکم

فیصلہ و تجویز: مساجد میں قائم مکتبوں اور سماجی خدمات کے نام سے زکوٰۃ کی تحصیل اور اس کے استعمال کا شرعی حکم

(۱) دینی اور دنیوی تعلیم گاہوں اور لڑکیوں کی شادی و بیاہ کیلئے فلاحی تنظیموں کا زکوٰۃ وصول کرنا اور اس کو مذکورہ فنڈ میں صرف کرنے کے لئے حیلہ شرعیہ کرنا منع ہے کہ اس میں ایجاب زکوٰۃ کی حکمتوں کا یکسر ابطال ہے۔ اگر کوئی انفرادی طور پر مال زکوٰۃ محتاج بچیوں کی شادی و بیاہ پر بعد حیلہ شرعیہ خرچ کرے تو اس کی اجازت ہے۔ یا وہ مال زکوٰۃ مزکی خود مستحق بچیوں کو دیدے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جس جگہ کے مسلمان اپنے دیگر اموال سے مکاتب کی ضروریات پوری کرنے کی حیثیت نہ رکھتے ہوں وہاں تعلیم قرآن کے لئے بقدر حاجت زکوٰۃ وصول کرنا اور بعد حیلہ شرعیہ خرچ کرنا درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ضرورت و حاجت کا تحقق کہاں اور کس کے لئے ہے یا نہیں اس کا فیصلہ تحقق ضرورت و حاجت کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ اور اس کے مراتب کا بھی یہی حال ہے۔ علی العموم تمام جگہوں کے لئے تحقق ضرورت کا حکم نہیں لگایا جا سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) حربی کافر کو کسی قسم کا صدقہ دینا جائز نہیں۔ البتہ مضرت مظنون کے سدباب کے لئے اسے بے نیت تصدق کچھ دے سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) جن مقامات کے حالات سے معلوم ہو کہ دعوت و تبلیغ اور اشاعت دین کی خاطر دارالافتاء اور لائبریری کے لئے کتب کی فراہمی بلا زکوٰۃ نہیں ہو سکتی ہے وہاں بعد حیلہ خرچ کی اجازت ہوگی۔

(۶) کسی خاص ادارہ کے نام وصول کی گئی زکوٰۃ حیلہ شرعی سے قبل کسی بھی ادارہ یا کار خیر میں صرف کرنا جائز نہیں کہ ادائیگی زکوٰۃ کے لئے تملیک فقیر شرط ہے اور مزکی نے جس ادارہ کے نام سے زکوٰۃ بھیجی ہے اسی ادارہ کے لئے حیلہ شرعیہ کرایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) کسی تنظیم یا وصول کنندہ کا مال زکوٰۃ سے بغرض تجارت محتاجوں کو قرض دینا جائز نہیں کہ مال زکوٰۃ میں خیانت کے ساتھ بعض حالات میں تاخیر ادائے زکوٰۃ بھی ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

[میل شرعی و میل انگریزی پر بحث کا موقعہ نہ مل سکا۔ اویسی]

❊ ❊ ❊